انٹرویو: زبیر احمد ظہیر

پاکستان کو بتدریج سیکولرازم کی طرف دھکیلا جا رہا ہے، صدر پرویز اس کی راہ ہموار کر رہے ہیں

مسلم حکمران عالم اسلام کو آزادی دلانے کی بجائے انہیں مزید غلامی میں جکڑ رہے ہیں

مولانا اعظم طارق کی شہادت طے شدہ منصوبے کا حصہ ہے

مذہبی قیادت یاد رکھے کہ مسٹر پرویز اوران کی حکومت دینی قوتوں سے الرجک ہیں

مجلس عمل کی بقا کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے موقف سے نہ ہٹے

اقلیتیں ملک میں کھلے عام اسلام اور پاکستان دشمن کارروائیوں میں مصروف ہیں:

قائدِ احرار ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری کا روزنامہ ''اسلام'' کو دیا گیا انٹرویو

کراچی (17 نومبر) امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے فرزند ارجمند اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سربراہ مولانا سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ پاکستان بتدریج ترک سیکولرازم کی راہ پر گامزن دکھائی دے رہا ہے۔ کیونکہ سیکولر لابی کے لیے ایسا کرنا ضروری ہے کہ ملک سے مزاحم مذہبی قوتوں کا خاتمہ ہو سکے اور اقتدار ترکی کی طرح مستقبل بنیادوں پر صرف سیکولر لابی کے قبضہ میں رہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے سعودی عرب سے واپسی پر کراچی پہنچنے کے موقع پر روزنامہ ''اسلام'' کو خصوصی انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔

انہوں نے کہا ہے کہ صدر مشرف دھوکہ دے کر خاص طور پر مسلم ممالک میں اپنی شخصیت اُجاگر کرنا چاہتے ہیں لیکن اس معاملے میں انہیں ناکامی ہوگی۔ امت مسلمہ کا اس وقت سب سے بڑا مسئلہ آزادی ہے لیکن مسلم حکمران عالم اسلام کو آزادی دلوانے کی بجائے انہیں اپنے ہاتھوں مزید غلامی میں جکڑ رہے ہیں۔ پاکستان میں مذہبی قوتوں کے مستقبل کے حوالے سے گہرے خدشات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا ہے کہ دینی قوتوں کی سرکردہ شخصیات کا قتل طے شدہ منصوبہ ہے۔ مولانا اعظم طارق کی شہادت بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ مذہبی قیادت کو یاد رکھنا چاہیے کہ حکومت انہیں کبھی معاف نہیں کرے گی کیونکہ مسٹر پرویز اور اُن کی حکومت دینی قوتوں سے الرجک ہیں۔ جو شخص پلک جھپکنے میں لاکھوں افغانوں کو مروا سکتا ہے اس سے پاکستان میں مذہبی قوتیں بھی محفوظ نہیں رہ سکتیں۔

انہوں نے کہا کہ علماء کرام کو طبقاتی اور شعبہ جاتی کشمکش کا رویّہ ترک کر کے قوت کو مجتمع کرنا ہوگا تاکہ نفاذِ اسلام کے لیے قوم بھی متحد ہو سکے۔ صرف قومی اسمبلی کے ذریعے اسلام نافذ نہیں ہو سکتا۔ اسمبلی تو جمہوری روایات کی پابند ہے۔ اس سے جمہوری اسلام ہی آ سکتا ہے، حقیقی نہیں۔ اس کے لیے ہمیں اور ذرائع بھی اختیار کرنا ہوں گے۔ موجودہ حالات میں 1977ء جیسی تحریک ہی ثمر بار ہو سکتی ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ اب علماء کرام کو دین اور دنیا کے دو پلڑوں میں سے ایک کا سختی سے انتخاب کرنا ہوگا۔ گزشتہ 56 برس یہ سمجھانے کے لیے کافی ہیں کہ دینی قوتوں کی ملک پر گرفت بتدریج کم ہو رہی ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا لیکن حکمرانوں نے یہاں اسلام کو ہی تختۂ مشق بنایا، دوسری طرف مذہبی قوتوں کے باہمی فروعی اختلافات نے بہت نقصان پہنچایا۔ حکمران اور سیکولر سیاست دان آج بھی دینی طبقہ سے بیزار ہیں۔ اگرچہ عوام میں مذہبی شعور بڑھ رہا ہے لیکن مذہبی قوتیں اتنی کمزور ہو چکی ہیں کہ اپنے حق میں رائے عامہ کو ہموار نہیں کر سکتیں۔ لہٰذا

اب قوت مجتمع کر کے ڈٹ جانے کا وقت آ گیا ہے۔ دینی قوتیں متحد اس طرح رائے عامہ کو ہمنوا بنا سکتی ہیں اور نفاذِ اسلام کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے۔

سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ مجلس عمل کی بقاء کا انحصار اسی میں ہے کہ وہ اپنے موقف سے پیچھے نہ ہٹے۔ 56 برس میں کوئی حکومت عوام کو فائدہ نہیں پہنچا سکی تو مجلس عمل' حکومت کا حصہ بن کر عوام کو کیا ریلیف دے سکتی ہے؟ تاہم اگر مجلس عمل اپنے اصولی موقف پر ڈٹی رہی تو اسلام پسندوں کو حوصلہ ملے گا اور ان کی ہمدردی مجلس عمل کے ساتھ رہے گی۔ اس سے یہ فائدہ ضرور ہوگا کہ پاکستان میں اب جو دو طبقے مذہبی اور غیر مذہبی آہستہ آہستہ الگ ہو رہے ہیں' ان میں مذہبی لوگوں کی نصف تعداد یا نصف سے کم مجلس عمل اور دینی قوتوں کا ساتھ دے گی۔

مجلس احرار اسلام کو سیاسی جماعت بنانے کے سوال پر انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام کو غیر سیاسی جماعت بنانے کا فیصلہ احرار کی دانشمند قیادت نے 1949ء میں کیا تھا' حقیقت یہ ہے کہ مسلم لیگ' مجلس احرار اسلام کو کچلنا چاہتی تھی۔ غیر سیاسی جماعت بنا کر قیادت نے جماعت کو بچایا۔ تاہم جہاں اس فیصلے سے فوائد حاصل ہوئے وہاں نقصانات بھی ہوئے۔ میرے خیال میں نقصان کم اور فائدہ زیادہ ہوا۔ قادیانی پاکستان کے اقتدار پر شب خون مارنا چاہتے تھے اور سازشوں کے جال بن رہے تھے۔ مجلس احرار اسلام نے قادیانیوں کا تعاقب کیا اور اُن کی ملک دشمن سرگرمیوں اور سازشوں کو طشت از بام کیا۔ پاکستان میں تمام دینی جماعتوں کو پہلی مرتبہ کل جماعتی مجلس عمل کے اسٹیج پر جمع کیا اور تحریک تحفظ ختم نبوت برپا کی۔ سینکڑوں مسلمان' خواجہ ناظم الدین کی مسلم لیگی حکومت کے تشدد کا شکار ہوئے اور جنرل اعظم خان کے حکم پر اُنہیں گولیوں سے چھلنی کر کے شہید کیا گیا۔ بظاہر تحریک تشدد کے ذریعے دبا دی گئی لیکن 1974ء میں شہداء ختم نبوت کا خون بے گناہی رنگ لایا اور قادیانی کافر اقلیت قرار دے دیئے گئے۔ لیکن یہود و نصاریٰ کی طرف سے قادیانیوں کی حمایت اور حکمرانوں کی غلط پالیسیوں اور قادیانیت نوازی کی وجہ سے انہیں تحفظ دیا گیا۔ پاکستان کا اصل مسئلہ نظام کی تبدیلی تھا لیکن نظام میں تبدیلی نہ آ سکی اور اسی وجہ سے اقلیتیں پاکستان میں کھلے عام اسلام اور پاکستان دشمن سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ماضی میں ہمارے اسلاف میں اطاعت کروانے کی بجائے' اطاعت کرنے کا جذبہ زیادہ تھا۔ آج عملی طور پر اطاعت کا جذبہ ختم ہو چکا ہے اور قیادت اپنی مرضی کو کارکنوں پر مسلط کر رہی ہے جبکہ قیادت کے لیے مرضی قربان کرنا بھی ضروری ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ قیادت مزید قیادت پیدا نہیں کر رہی ہے جس کی وجہ سے جمود طاری ہو گیا ہے۔

مجلس احرار کو مروجہ سیاسی جماعت نہیں بنایا جا سکتا' احرار غیر سیاسی طور پر خاموش تحریک کا کردار ادا کر رہی ہے

56 سالہ ملکی تاریخ نے ثابت کر دیا ہے کہ جمہوریت اور اسلام دو متصادم نظام ہیں

انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام کو اب مروجہ سیاسی جماعت نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ ملکی سیاست کا کلی انحصار اب جمہوریت پر ہو گیا ہے اور 56 برسوں کے تجربے نے یہ ضرور بتا دیا ہے کہ جمہوریت اور اسلام دو متصادم نظام ہیں۔ اس لیے مخالف سمت جانے والے جمہوری نظام سے کبھی اسلام نافذ نہیں ہو سکتا۔ اگر جمہوریت کے ذریعے کوئی اسلام آیا بھی تو وہ کچھ اور ہی ہوگا اور جمہوریت کے تابع ہوگا۔ اسلامی ریاست جمہوری خطوط پر چل کر اپنی نشو و نما، شناخت اور فوائد حاصل نہیں کر سکتی۔ حکومتِ الٰہیہ کا قیام اور نفاذِ اسلام' مجلس احرار اسلام کا مشن ہے اور وہ مروجہ جمہوری جدوجہد سے مکمل نہیں ہو سکتا۔ مجلس احرار اس وقت غیر سیاسی طور پر ایک خاموش تحریک کا کردار

ادا کر رہی ہے۔لیکن حالات کے ساتھ ساتھ ہم اپنے کام کے رخ اور انداز کو بدل رہے ہیں۔اس میں ایک بات بالکل واضح ہے کہ عقیدہ و ایمان پر کہیں اور کسی بھی موڑ پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوگا۔

مغرب کو اصل خطرہ اسلامی حکومت کے قیام سے ہے‘ اگر وہ قائم ہوگئی تو مسلم دنیا متحد ہو جائے گی

طالبان نے دوبارہ افغانستان میں حکومت قائم کی تو ماضی کی مشکلات کی پیش بندی ضروری ہوگی

قائدِ احرار نے کہا کہ کفریہ طاقتیں مسلمانوں کی اجتماعیت کی دشمن ہیں۔انہیں مسلمانوں سے اتنی دشمنی نہیں جتنی اسلامی ریاست سے دشمنی ہے‘ انہیں خطرہ ہے تو دنیا کے کسی بھی کونے میں اسلامی حکومت کے قیام سے ہے۔کیونکہ کفر جانتا ہے کہ اگر کہیں اسلام نافذ ہوگیا تو ساری مسلم دنیا اختلاف بھلا کر امیر کے حکم کی منتظر ہو جائے گی۔روزنامہ ''اسلام'' سے گفتگو کرتے ہوئے‘ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں بھی ایسا ہوا کہ دنیا بھر کے نوجوان جمع ہوگئے اور اسلامی حکومت کی برکت سے دنیا بھر میں جہادی تحریکوں میں تیزی آ گئی ‘جس سے کفر غضب ناک ہوگیا اور غلطی امریکہ سے ہوگئی‘ اب یہی غلطی اسے بھاری پڑ رہی ہے۔ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ طالبان حکومت کا خاتمہ ایک امتحان تھا۔ان شاء اللہ جب وہ دوبارہ افغانستان میں حکومت قائم کریں گے تو پیش آنے والی تمام رکاوٹوں کی پیش بندی بھی ضرور کریں گے۔انہوں نے کہا کہ امریکی طاقت اب زوال پذیر ہو رہی ہے اور مظالم دم توڑ رہے ہیں کیونکہ افغانستان اور عراق میں اسے سخت مزاحمت کا سامنا ہے۔یہ امریکہ مخالف لوگوں کی کامیابی کی ابتدا ہے۔

حکمرانوں نے کشمیر کی آزادی کے تاریخی مواقع گنوا دیئے

کشمیری عوام بھی پاکستان کی مجموعی کارکردگی سے مایوس ہو چکے ہیں

مجلس احرار اسلام کے سربراہ نے کہا کہ اب کشمیر کے آزاد ہونے کا کوئی موقع ہاتھ آتا دکھائی نہیں دے رہا۔1948ء میں پاکستانی فوج کی مقبوضہ کشمیر سے خالی ہاتھوں واپسی جیسے اہم موقع سمیت 56 برسوں میں کئی اہم مواقع ضائع کر دیئے گئے ہیں جن کے بعد اب ایسے تاریخی اور اہم عسکری مواقع کا دوبارہ میسر آنا مشکل ہے۔روزنامہ ''اسلام'' سے گفتگو کرتے‘ انہوں نے کہا کہ دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ کشمیری عوام بھی پاکستان کی مجموعی کارکردگی سے مایوس ہو چکے ہیں‘ وہ پاکستان کی لفظی ہمدردی کے سہارے کہاں تک چل سکتے‘ جو منظر اس وقت بن رہا ہے‘ اس کے مطابق پاکستان سے الحاق کی صورت میں پاکستان کشمیریوں کی قربانیوں کا تدارک نہیں کر سکے گا جس کی وجہ سے حالات پھر خودمختاری کی طرف جائیں گے تاہم کشمیریوں کا اعتماد بحال کرنے کے لیے پاکستان کو کوئی رسک لینا ہوگا اور ایسی صورت حال دکھائی نہیں دیتی۔

مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کے مسئلہ پر مسلم سربراہوں اور سکالرز کی کانفرنس طلب کی جائے

قائدِ احرار نے کہا کہ مسلم ممالک کے سربراہان، دانشمند اور اسکالرز مل بیٹھ کر غور کریں کہ مسلمانوں کے عروج کا راز کیا ہے اور مسلمانوں کے زوال کے اسباب کیا ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ یا او آئی سی کی قراردادوں اور سفارشات کا دور اب لد چکا ہے۔قراردادوں سے ماضی میں کچھ بنا ہے اور نہ مستقبل میں اس سے کچھ بنے گا۔مسلم سربراہوں کو اب زندہ رہنے کے لیے عملی اقدامات کرنے ہوں گے۔

(مطبوعہ روزنامہ ''اسلام'' ۱۸/نومبر ۲۰۰۳ء)